ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

چاند لعل ❁
ڈاکٹر شازیہ عنبرین ❁❁

رامائن: سماجی فکر، ایک مطالعہ

Ramayana: Social Thought, A Study

By *Chand Lal, PhD Scholar, Dept. of Urdu, Bahauddin Zakaria University, Multan.*
Dr. Shazia Ambareen, Assoc. Prof., Dept. of Urdu, Bahauddin Zakaria University, Multan.

ABSTRACT

The present study is based on the epic Ramayan. Ramayana is the story of Rama. Ramayana is classical text of Sanskrit literature. This great epic was composed by Sanskrit poet VALMIKI in 500 B. C. While studying it, the influence of the Ramayana tradition upon the indigenous tradition has been noted that this epic has a great influence on Indology. It is also main source of Indian mythology. Ramayana has a great influence on regional cultures studies. The Ramayana forms integration of Indian civilization, history, culture and tradition. It directly or indirectly made great effect on the language and literature. In the past history of united India Urdu and persion translation of this text were made due to its influece in socity. It laid great impact on urdu literature, due to its vital role in art and culture more than 100 Urdu translation of this epic has been done. This study also depect the importans of this sotry on social and feministic approach toword this master piece of Sanskrit literature.

Keywords: Ramayana, Sanskrit, Civilization, Tradition, Indology, India, Rama, Sita, Koshalia, Kakai, Raja Dasratha, Feminism, Civic.

❁ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبۂ اردو، بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان۔
❁❁ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

تہذیبی مخاطبہ متحرک معاشرے میں زندہ رُود کی طرح ہے جو ہمہ وقت جاری رہتا ہے اِس کے مخالف تہذیبی تصادم ہوتا ہے۔ برصغیر کی مقامی اقوام دراوڑ، منڈا اور کشان کی اپنی تہذیب وثقافت تھی ان کا اپنا نظامِ حیات تھا، آریا اس خطہ میں پہلے نو آبادکار تھے۔ بعد ازاں مسلم نو آبادکاروں نے ہندوستان کی تہذیبی وسماجی اقدار کو نئے زندگی بخشی۔ ہندو دھرم کے لیے ویدوں میں لفظ 'سناتن دھرم' کیا گیا ہے، دراصل آریائی نو آبادکاروں کے عہد میں ہی ہندو دھرم کا تمام دینی ادب تخلیق ہوا۔ ہندوستانیات کی تاریخ، فلسفہ، تصوف، علم، تہذیب، معاشرت، سیاست، قانون، حکمت اور معیشت سب اس ادب کی دین ہیں۔ ہندوستان کی تہذیب، تاریخ، فلسفہ یا ان سے متعلقہ تمام امور کا مطالعہ انڈالوجی کہلاتا ہے، انڈالوجی شرق شناسی کی ہی ایک شاخ ہے۔ ہندوستانیات کے مطالعہ کے بارے میں رشید ملک لکھتے ہیں:

> ہندوستان کی قدیم تہذیب وتمدن، ثقافت وزبان، مذہب اور آثار کے گہرے مطالعے کا نام انڈیا سے انڈیالوجی (Indology) ہے لیکن یہ سب اس وسیع علم کے شعبے ہیں جسے علم استشراق کہا جاتا ہے۔(۱)

ڈاکٹر قاضی عابد اساطیر، کتھا، کہانی میں ہندوستانیات یا انڈالوجی کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> انڈالوجی بنیادی طور پر تو استشراق (ORIENTALISM) کی ایک شاخ ہے لیکن اب یہ ایک خود مکتفی علم کے طور پر اپنا وجود رکھتی ہے۔" ہندوستان" کے مطالعے کا نام علمی تاریخ میں انڈالوجی قرار پاتا ہے، اور یہ علم ہندوستان کی قدیم ترین تاریخ کے تمام تر گوشوں کو واہ کرتا ہے۔(۲)

ہندوستانیات کا مطالعہ کرنے کے لیے ہندوستان کی تہذیب وثقافت کے بنیادی مآخذوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ ہندوستانی نفسیات صرف رامائن کے مثالی اساطیری کرداروں کا ہی اثر نہیں بلکہ اس کی نغماتی کیفیات بھی اپنے مختلف رنگ وآہنگ سموئے ہوئے ہے۔ ہندوستانی جمالیات رامائن کے بغیر نامکمل ہے۔ ہندوستانی جمالیات اور انڈیالوجی پر گہری نظر رکھنے والے شکیل الرحمٰن رامائن کے متعلق رقم طراز ہیں:

> رامائن میں کم وبیش تمام رس پائے جاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے احساس اور جذبے میں تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ رام کے کردار کو ان کی نفسیات کے ساتھ اتنے ڈرامائی انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ قاری اپنے احساس اور جذبے کو اپنے ہیرو سے وابستہ کر دیتا ہے۔ رام کی شخصیت ایک غیر معمولی شخصیت ہے۔ شاعر کے تخیل

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

> نے اسے ابدی کردار بنا دیا ہے۔ایک بڑے تخلیقی وژن،خوب صورت اسلوب، لفظوں،تشبیہوں اور استعاروں کے استعمال کی وجہ سے رامائن ہمیشہ زندہ رہے گی۔ (۳)

اس لیے ہندوستانی اساطیر اپنے تمام تر پہلوں کے ساتھ ہندوستانیوں کی زندگی لازمہ بن چکی ہیں اساطیر نہ صرف زندہ و متحرک ہوتی ہیں بلکہ اس خطۂ زمیں کے بسنے والوں کی اجتماعی محسوسات،جذبات اور خواہشات کی پیداوار ہوتی ہیں بلکہ ترجمانی کرتی ہیں اور نسل در نسل کے اجتماعی لاشعور میں زندی بھی رہتی ہیں اور ان کے رہن سہن میں آب حیات کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں۔ ڈاکٹر خورشید عالم لکھتے ہیں:

> چناں چہ دیو مالا نہ صرف دھرتی کے باسیوں کے مشترکہ محسوسات اور خواہشات کی پیداوار ہے بلکہ نسل کے اجتماعی لاشعور میں ہمیشہ زندہ بھی رہتی ہیں۔ (۴)

رامائن فکر ویدانت اور پرانوں کی مذہبی روایت کا تسلسل ہے اس میں مہارشی والمیکی نے فلسفۂ ویدانت کو کتھا کہانی کے رنگ میں خوب صورتی سے پرو دیا۔'رامائن' کتھا کو مذہبی استناد رامائن کی ساتویں کتاب "اُتر کانڈ" میں رام کو وشنو کا اُتار بنا کر دیا گیا۔'رامائن' عہد تک پورے ہندوستان، جنوبی ہندوستان اور سری لنکا تک شیومت رائج تھا، دیگر دیوی دیوتاؤں کا تصور موجود تھا۔

آریاؤں نے ابتدا میں شیو کی پوجا کی، رگھو ونشی خاندان کے اجداد نے بھگوان شیو کی بہت کٹھن ریاضت کی گنگا ندی کو سورگ لوک سے اپنی جٹاؤں میں اُتارنے کے لیے درخواست کی جو انھوں نے قبول کی اس طرح گنگا زمین پر آئی۔ دروا ڑ ا اور دیگر مقامی قومیں آریاؤں کی آمد سے قبل اور بعد ازاں بھی شیو کی ہی عبادت کیا کرتا تھے۔ ہندوستان کے جنوبی اور مغربی علاقوں میں اب بھی شیومت اکثریت میں ہے۔شیومت ہندوستان کی مقامیت سے ابھُرنے والا عملی فکری اسکول تھا۔ رامائن عہد میں ذات پات کی تقسیم نہ تھی،اسی طرح آریاؤں میں کسی قسم کی طبقائی تقسیم نہ تھی بلکہ رام نے گہہ نشاد، سبری بھیلنی، سگریو کی بندر جاتی اور ریچھ راج جام ونت سے مثالی انسانی سلوک کی مثال قائم کی، جس میں محبت، وفادری، دوستی اور پریم بھگتی شامل رہی۔

مطالعۂ رامائن سے رامائن عہد کی سماجی زندگی کے روشن گوشے اُبھرتے ہیں۔ رامائن کی معاشرتی زندگی مادرانہ و پدرانہ مساوی نظام کی قائل بھی جس میں عورت کو فیصلہ سازی اور سماجی زندگی میں برابر کے حقوق حاصل رہے۔ رامائن کے مثالی انسانی کرداروں میں ماتا کوشلیا، کیکئی ،سترا، سیتا شامل ہیں۔ جبکہ ضمنی کرداروں میں سبری بھیلنی، منتھرا، مندودری، تارا اور ماتا انسویا کے اہم کردار رہے جبکہ انہی ضمنی کرداروں میں ایک ایسا کردار ہے جس کی بدولت والمیکی نے 'رامائن' کی اگلی تین کتابوں کی تخلیق کی وہ نسوانی کردار راون کی بہن سروپ نکھا کا ہے۔ جس

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کی بدولت رامائن میں رام اور راون کے درمیان جنگ کی بنیاد رکھی گئی اسی ایک کردار کی مختصر کتھا کی بدولت مہارشی بالمیک نے 'رامائن' کی کتھا میں المیہ کو اُبھار کر اسے اپنے انجام تک پہنچایا۔ رامائن کے مطالعہ سے ''رامائن'' کی سماجی زندگی کی جو وجوہات سامنے آتی ہیں اُن میں خاندان کے افراد میں ایثار و قربانی پیش پیش ہیں۔ رامائن کی بزم میں رشتوں کا اخلاص، پاکیزگی، بےلوث پریم بھگتی، شجاعت، بیوی کا شوہر کے لیے ایثار، شوہر کی بیوی کے لیے وفاداری، بھائی کی بھائی سے محبت و اطاعت، ہنومان کی اٹوٹ بھگتی، شبری کی بےلوث عقیدت کے خوب صورت نمونے ملتے ہیں۔

عہد رامائن کی معاشرتی زندگی سے ایک نمایاں پہلوں یہ ابھرتا ہے کہ قدیم ہندوستانی سماج میں کثرت ازدواج عام تھی اور اس سلسلہ میں تعداد کی کوئی قید نہ تھی، مہارشی بالمیکی نے 'رامائن' کی کتھا سے ہندوستانی سماج اور مستقبل کی زندگی میں اس کے مضر اثرات کو بھی بیان کیا ہے۔ 'رامائن' کے مرکزی کردار راجا دشرتھ کی تین رانیاں تھیں، راون کی کئی رانیاں تھی، قدیم ہندوستان میں ایک سے زیادہ بیویاں ایک عام سی بات تھی اور اس سلسلہ میں کوئی معاشرتی پابندی مذہبی حوالے سے حائل نہ تھی بلکہ بہت سے رشی منیوں کی بہت سی بیویاں تھیں۔ رامائن کے علاوہ بھی سماجی زندگی میں بہت سی داسیاں ہوا کرتی تھی۔ سیتا کی شادی میں مہاراج جنک نے سیتا کے دہیز میں بہت سی داسیاں دان دیں۔ اسی طرح جب رام بنواس کی مدت پوری کر کے ایودھیا لوٹ رہے تھے، تو ہنومان نے بھرت جی کو رام کے آنے کی اطلاع دی اِس خوشی میں راجا بھرت نے ہنومان جی کی بہت سی داسیاں بطور انعام و تحفہ دینا چاہیں، جو انھوں نے قبول نہ کیں۔ راون کے دربار میں اُس کی بہت سی بیویوں کے علاوہ بہت سی داسیاں تھی۔ رام کتھا کے ایک اہم کردار راجا دسرتھ کی بہت سی رانیاں تھیں، کثرت ازدواج ہونے کی وجہ سے اُن بیویوں میں کسی ایک بیوی کو خاص مرتبہ حاصل ہوتا تھا جس کی بنا پر وہ اُن میں مقدم حثیت رکھتی تھیں۔

بنواس کے دوران جب راون کی بہن سروپ نکھا رام کی جوانی اور حُسن پر فدا ہوئی تو اُس نے رام کو شادی کی پیشکش کی جس پر رام نے کہا کہ وہ ایک بیوی رکھنے کا عہد کر چکا ہے۔ اگر تم چاہو تو میرے بھائی لچھمن سے شادی کر سکتی ہو۔ اس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ دوسری شادی کے لیے مذہبی سطح یا روایات میں ایسی کوئی بندش نہیں تھی۔ راون کی بہن شروپ نکھا نے جب رام کو شادی کی پیشکش کی تو دونوں کے درمیان جو مکالمہ ہوا والمیک رشی نے رامائن کی کتاب ''ارنیہ کانڈ'' میں لکھتے ہیں:

> میں چاہتی ہوں کہ تم مجھے بیوی کے طور پر تسلیم کر کے اپنی باقی زندگی آرام سے گزارو۔۔۔ سُورپ نکھا کے مُنہ سے اِس قسم کی تجویز سُن کر رام نے جواب دیا، او

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

قسمت والی! تم دیکھ رہی ہو کہ میں شادی شدہ ہوں۔ اور میری بیوی میرے ساتھ ہے۔ ایسی صورت میں میرا تم سے شادی کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔ یہ دُھرم کے مطابق بھی نہیں ہے۔ ہاں میرا بھائی لکشمن یہاں اکیلا ہے۔ اگر تم چاہو اور وہ مان بھی جائے تو تم اُس سے شادی کر سکتی ہو۔(۵)

مذکورہ بالا حوالہ سے ہندوستانی تہذیب کی ایک اور جہت کھلتی ہے۔ قدیم ہندوستان میں عورت کو خاوند کے انتخاب میں آزادی تھی، یہ روایت صرف راکشش خاندان میں ہی نہیں بلکہ عام ہندوستانی قوموں میں عام تھی۔ مذکورہ حوالہ کے مطابق راون کی بہن سروپ نکھا پہلے سے شادی شدہ تھی، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کو مرد چھوڑنے اور نئے کے انتخاب میں اختیار تھا۔

'رامائن' میں مہارشی براہ راست رام، سیتا، لچھمن، بھرت، راجا دشرتھ اور کیکئی وغیرہ کے کرداروں کی صورت میں عام عوام سے مکالمہ کر رہے ہیں۔ یہ تمام کردار آج روز مرہ زندگی میں سماجی و معاشرتی حوالے سے عملی طور پر موجود ہیں۔ آج کے عہد میں ہر ماں کیکئی کی صورت میں اپنی اُولاد کا محفوظ مستقبل دیکھنا چاہتی ہے۔ ہر عورت اہلیا ناری کی صورت میں اعلیٰ مرتبت اندر کی رفاقت چاہتی ہے۔ مہارشی بالمیک نے رامائن کے نسوانی کرداروں سیتا، کوشلیا، کیکئی، سمترا اور ماتا انوسیا کے روپ میں آج کی عورت کو مثالی سماجی اقدار کا درس دیا۔ 'رامائن' میں عورت کو پتنی کے روپ میں گرہستی کا درس دیا گیا ہے، اسے مہارشی والمیک رام کا ماتا کوشلیا سے مکالمہ پیش کرتے ہیں:

بیوی ہونے کے ناطے تمھارا بھی یہ فرض ہے کہ تم اپنے شوہر کی خواہش کے سامنے رکاوٹ بن کر کھڑی نہ ہو۔(۶)

محولہ بالا مکالمہ والمیکی نے عورت کے فرائض کے متعلق رام سے اُس وقت کہلایا جب رام والد کے حکم پر بنواس جانے کے لیے تیار ہو گئے، اور اُنکی والدہ کوشلیا اُنھیں والد کا حکم ماننے سے منع کرتی ہیں۔ بالمیکی نے رام کے ذریعے ویدک فلسفہ کے مطابق کوشلیا کو بیوی کے تین فرائض میں سے پہلا فرض یہ بتایا کہ عورت کو کبھی بھی اپنے خاوند کی خواہش کے خلاف کام نہیں کرنا چاہیے، بعد ازاں بیوی کے فرائض کے متعلق دوسرے اصول بتاتے ہوئے کوشلیا سے مخاطب ہیں:

ماتا! پتا جی کو ماتا کیکئی نے دھوکے سے اپنے شیشے میں اُتارا ہے۔ اس وقت وہ بے حد دکھی ہیں۔ انھیں کسی پیار بھرے سہارے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ بھی اُنھیں اس حالت میں چھوڑ کر چلی جائیں گی تو آپ یقین کیجیے، اُن کی موت میں

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کوئی شک نہیں رہ جائے گا۔(۷)

اسی طرح ایک اور جگہ مذکورہ حوالہ کے تسلسل میں 'رامائن' میں بالمیکی نے رام سے دشرتھ کے لیے کوشلیا کو جو مکالمہ ادا کرایا:

''آپ تن من سے اُن کی سیوا کریں۔''(۸)

سیتا کے کردار میں بالمیکی نے مثالی ہندوستانی عورت کا تصور پیش کیا ہے، بالمیکی نے سیتا کے ذریعے پتی ورتا عورت کے فرائض اور ہندو دھرم میں عورت کو مرد کا آدھا حصہ ہونے کا جو تصور پیش ہے اس سے بہتر مکالمہ پوری 'رامائن' میں دیکھنے کو نہیں ملتا۔ مہارشی بالمیکی سیتا کا رام سے مکالمہ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ماتا، پتا، بھائی، بہن، بیٹا، بیٹی رشتہ دار وغیرہ اپنے اپنے ثوابوں اور گناہوں کا بھوگ کرتے ہیں لیکن عورت صرف اپنے خاوند کے کیے گئے کرموں کا پھل بھوگتی ہے۔ اس لیے شاستروں نے بیوی کو اپنے شوہر کا حصہ مانا ہے۔(۹)

ہندوستانی سماج میں عورت کی نجات اُس کے خاوند کی بدولت ہے اور خاوند کے اعمال کی سزا میں عورت کو بھی برابر کا شریک ٹھہرایا ہے۔ اس تناظر میں 'رامائن' میں مہارشی بالمیکی نے جو ویدک فلسفہ پیش کیا ہے جس محولہ بالا میں بالمیکی نے سیتا کے رام سے مکالمہ کے ذریعہ پیش کیا ہے۔ اسی ویدک فلسفہ کے مطابق بالمیکی عورت کے متعلق سناتن دھرم کے ریتی رواج پر چلتے ہوئے سیتا کا رام سے مکالمہ پیش کر رہے ہیں۔ رامائن میں یہ مکالمہ اور مکمل باب ہندوستانی عورت کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ بالمیکی لکھتے ہیں:

ہے ناتھ! عورت کے لیے ماں، باپ، بیٹا، بیٹی، بھائی، بہن سکھی یا کسی دوسرے رشتہ دار سے کوئی مقام نہیں ملتا۔ عورت کا مقام تو اُس کا خاوند ہوتا ہے۔(۱۰)

ہندوستانی سماج میں خاوند کی خدمت کرنا ہی عورت کا اولین فرض بتایا گیا ہے اور اسی خدمت کو تمام عبادت سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ رامائن پتی ورتا دھرم کی اس طرح تصویر پیش کرتی ہے:

عورت کو خاوند کی خدمت کر کے جو عظیم سُکھ حاصل ہوتا ہے، وہ سُکھ اِس دُنیا میں تو کیا دوسری دُنیا میں بھی کسی بات سے حاصل نہیں ہوتا۔ عورت کے لیے خاوند ہی خدا ثانی ہوتا ہے۔ اُس کی خدمت اُس کے لیے سب کچھ ہے۔(۱۱)

ہندوستانی تہذیب میں نسائی فکر کے حوالے سے بچیوں کی ذہن سازی اور انھیں یہ تہذیبی ورثہ منتقل کرنے کے لیے ابتدا ہی سے اس کا پرچار کیا جاتا ہے۔ بالمیک رشی سیتا کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

میرے ماں باپ نے مجھے بچپن سے ہی تعلیم دی تھی کہ اپنے شوہر کے ساتھ اُس کا سایہ بن کر رہنا، دُکھ سُکھ، مصیبت، بیماری و پریشانی میں اُن کا ساتھ نہ چھوڑنا یہی تیرا سب سے پہلا فرض ہے۔(۱۲)

اس کتاب کے اگلے حصّہ میں مہارشی والمیک نے پتی ورتا عورت کے فرائض بیان کرنے کے لیے سیتا سے جو مکالمہ ادا کرائے:

آپ کی خدمت ہی میرا سب کچھ ہے، آپ کی خدمت ہی میری تپسیا ہے اور تپسیا کرنے والے راستوں کی مشکلات کو دیکھ کر پریشان نہیں ہونا چاہیے۔(۱۳)

رامائن آریہ عہد کے تصور وراثت میں مرد کی عدم موجودگی میں عورت کو مکمل طور پر وراث قرار دیتی ہے۔ ''ایودھیا کانڈ'' میں آریہ خاندان کے گرو واششٹ سے تصور واراثت بیان کرایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم ہندوستان میں خاوند کی کل جائیداد کی مالک ووارث بیوی کو بتایا گیا ہے۔ بالمیکی ''رامائن'' کے ''ایودھیا کانڈ'' میں لکھتے ہیں:

شوہر کی غیر حاضری میں بیوی ہی قانون کے مطابق اُس کی وراثت کی مالکن ہوتی ہے۔(۱۴)

پورے ہندوستانی سماج میں اساطیری مثالی نسوانی کردار بورژا سماج سے تعلق رکھتے ہیں ان میں کوئی کردار عام طبقہ سے تعلق نہیں رکھتا، یہی نوعیت نسوانی کرداروں کے مقابلے میں مردانہ کرداروں کی ہے۔ ہندوستان کے سماجی، فکری وتہذیبی نظام میں نسائی شعور کے حوالے سے رامائن کے یہ نسوانی کردار مثالی درجہ رکھتے ہیں۔ ان کرداروں میں ماتا کوشلیا اور ماتا انوسایا کے مکالمے مکمل طور پر گرہستن عورت کے فرائض و ذمے داریوں کو بیان کرتے ہیں۔ رامائن کے ان دو معتبر بزرگ نسوانی کرداروں کے ذریعے بالمیک رشی نے قدیم عہد میں عورت کے تصور اوراس سے جڑے نظریات کو یک جا کر دیا، اس سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے ہندوستانی نظامِ معاشرت عورت مرکز تھا لیکن رام کے بنواس سے ایودھیا واپسی سے یہ نظام مرد مرکز نظام کی طرف سفر کرتا ہے یا الفاظ دیگر میں آریائی نظام معاشرت عورت مرکز معاشرے سے مرد مرکز معاشرے کی طرف سفر ہے۔ نسائی شعور وفکر کے حوالے سے رامائن کا یہ مستند مکالمہ ہے، اِس حوالے کے بعد کسی اور رائے کی ضرورت باقی نہیں رہی:

جانکی! تو مہان (عظیم) پتی وَرتا ناری ہے۔ اپنے فرائض کو اچھی طرح سمجھتی ہے۔ پھر بھی میں تجھے یاد دِلانا چاہتی ہوں کہ پتی وَرتا ناریاں ہمیشہ اپنے شوہر کی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

خواہش کے مطابق چلتی ہیں۔ اُنکے لیے شوہر ہی پرمیشور ہوتا ہے۔ سب دیوتاؤں سے بڑا اور پُوجا کے قابل ہوتا ہے۔ شاستر کی روایت جاننے والی پتی ورتا ناریاں کبھی اپنے شوہر سے ناراض نہیں ہوتیں، چاہے وہ کتنا ہی مفلس، کمتر یا گندہ ہو... اسی سے تیری اس لوک (دُنیا) میں پرلوک (دوسری دنیا) میں فلاح ہوگی۔(۱۵)

تہذیب نسواں اور خانگی زندگی میں ایک کامیاب عورت کے لیے جو پیغام، تعلیم اور فلسفہ مہارشی بالمیک نے رامائن کے بزرگ کردار ماتا انوسویا کے ذریعے پیش کیا ہے اُس میں ہندوستانی عورت کے متعلق تمام فلسفہ و فکر تمام کردیا۔ بالمیکی نے رامائن میں ماتا انوسایا کے ذریعے جو مکالمے ادا کیے سیتا کے روپ میں تمام ہندوستان کی عورتوں کو مثالی پیغام دیا ہے:

ہے خوش قسمتی والی! جو عورت اپنے شوہر کے اوصاف اور خامیوں کا خیال کیے بغیر اُسے ایشور کے برابر عزت واحترام دیتی ہوئی ہر دُکھ سُکھ میں اُس کا ساتھ دیتی ہے۔ جنت خود اُس کے قدموں پر نچھاور ہو جاتی ہے۔ حقیقت میں شوہر کتنا ہی بد صورت، بدکردار اور غریب کیوں نہ ہو وہ بیوی کے لیے قابل احترام ہے۔ اُس کے جیسا کوئی دوسرا رشتہ دار اپنا نہیں ہوتا۔ شوہر کی سچی خدمت ہی جنت کا راستہ ہے۔ جو عورت اپنے شوہر میں عیب دیکھتی ہے اور اُس پر اپنی بالا دستی قائم کرنے کے لیے اُس کے ساتھ ہمیشہ جھگڑا کرتی ہے۔ اور اُس کی حکم عدولی اور بے عزتی کرتی ہے۔ وہ اس لوک (دنیا) میں بے عزتی کی حقدار ہوتی ہے اور مرنے کے بعد جہنم کو جاتی ہے۔(۱۶)

ہندوستان سماج میں عورت کا بیوہ ہو جانا بڑا منحوس خیال کیا جاتا تھا۔ اگر کوئی لڑکی کم عمری میں یا جوانی میں بیوہ ہو جاتی اُسے اُس کے سابقہ جنم کا گناہ تصور کیا جاتا تھا، نیز یہ بھی تصور موجود تھا کہ یہ عورت پچھلے جنم میں بدچلن ہوگی۔ رشی والمیک نے 'رامائن' کی چوتھی کتاب 'کشکند ھا کانڈ' کے باب 'بالی وَدھ' میں اس تناظر میں بالی کی بیوی تارا کا مکالمہ رام سے پیش کیا ہے۔ یہ مکالمہ اِن دونوں میں اُس وقت ہوا جب رام بالی کا قتل کردیتے ہیں اور اس کی بیوی تارا بیوہ ہو جاتی ہے۔ مہارشی لکھتے ہیں:

میں دُکھ کے سمندر میں ڈوبی جا رہی ہوں۔ ہے ناتھ! میری حفاظت کرو! آج میرے پاس بیٹا، عیش وآرارم، دولت سب کچھ ہوتے ہوئے بھی میں بیوہ کے نام

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

سے پکاری جاوں گی اور رسوائی کی زندگی گزاروں گی!(۱۷)

'رامائن' قدیم ہندوستان کا اجتماعی شعور ہے۔ وید، فلسفۂ ویدانت، اپنیشد، شاستر اور پران قدیم سنسکرت ادب کی روایت کا حاصل تھے جو بعد ازاں رامائن کے رزمیہ میں شامل ہو گئے۔اس مذہبی اساطیری ادب سے ہندوستانی سماج اور تہذیبی زندگی کے سوتے پھوٹتے ہیں جس میں ہندوستان کا قانون، مذہب، اخلاقیات، قدریات اور سماجیات شامل ہیں۔ ہندوستانی سماج میں پیدائش سے وفات تک کی رسم وروایات ہیں جنھیں سولہ سنسکار کہا جاتا ہے۔شادی اُنھیں میں سے ایک ہے۔قدیم ہندوستان میں لڑکی کو دُولہا کے انتخاب کا مکمل اختیار تھا، وہ اپنی مرضی سے انتخاب کر سکتی تھی۔

قدیم و جدید روایت میں شادی کی ابتدا لڑکے اور لڑکی کے گوتر (ذات) بیان کرنے سے ہوتی تھی۔لڑکی کے لیے دُولہا کا انتخاب سوئمبر کی صورت میں ہوتا تھا۔سوئمبر ایک طرح سے لڑکی کے والد یا لڑکی کی طرف سے شرط عائد کی جاتی تھی۔ یہ شرط سوئمبر کی شکل میں شجاعت یا علمی قابلیت کا کوئی امتحان ہوتی تھی۔سوئمبر یا شرط کے مطلوبہ امتحان میں کامیاب ہونے پر لڑکی اُس لڑکے سے شادی کی رضامندی کے طور پر گلے میں ورمالا ڈال دیتی ہے، جو لڑکی کی طرف سے اُس لڑکے کو قبول کرنے کی پہلی باقاعدہ رسم ہے۔اس کے بعد شادی کے دیگر امور طے پاتے ہیں۔ یہ رسم رامائن عہد سے قبل پُرانوں کے دور، ویدک دور اور بعد ازاں مہا بھارت میں دروپدی کے سوئمبر کی صورت میں ملتی ہے۔ یہ رسم آج بھی اکثر و بیشتر ہندوستان کے تمام طبقوں تمام ذاتوں میں مروج ہے۔ رامائن کتھا میں یہ رسم، سیتا سوئمبر کی صورت میں ملتی ہے۔عہد حاضر میں یہ رسم شادی میں پھیروں کے وقت ادا کی جاتی ہے۔ شادی کا دوسرا اہم مرحلہ گوتر کا بیان ہے۔ اس میں دونوں اطراف سے شجرہ نسب بیان کیا جاتا ہے۔ رسم دونوں اطراف کے بزرگ ادا کرتے ہیں۔ شجرہ نسب میں دونوں اطراف کا شجرہ نسب یا گوتر غیر مشترک ہونا ضروری ہے۔'رامائن' میں اس قدیم روایت کو دونوں خاندانوں کے بزگوں نے انجام دیا۔شری رام چندر کے شجرہ نسب کو اُن کے کل گرو واشسٹ نے پڑھا جبکہ سیتا کی جانب سے ان کے والد مہاراج جنک نے اپنے خاندان کا شجرہ نسب بیان کیا۔اس رسم کے بعد شادی کے منڈھپ میں تمام عزیز و اقارب کی موجودگی میں لڑکی کا سربراہ اُس لڑکی کا ہاتھ لڑکے کے ہاتھ میں دے کر ویدک منتروں کی موجودگی میں لڑکی کا دان کر دیتا ہے اور لڑکا لڑکی اگنی دیوتا کو گواہ رکھتے ہوئے عمر بھر ساتھ نبھانے کا عہد کرتے ہیں اور آگ کے گرد سات پھیرے لیے جاتے ہیں۔ مہارشی والمیک نے ہندوستان کی اس قدیم تہذیب و روایت کو 'رامائن' کی پہلی کتاب بال کانڈ کے باب 'ایودھیا میں تیاریاں' اور باب 'وواہ' میں مکمل وضاحت سے پیش کیا ہے۔(۱۸)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اُردو کی بیشتر داستانوں میں شادی بیاہ کے موقع پر ڈوم، ڈومنیاں یا لڑکی کی سہیلیاں اور عزیز و اقارب شادی کے موقع پر خوشی کے گیت گاتے ملتے ہیں ایسا مناظر باغ، بہار، فسانہ عجائب، طلسم اسرار میں کثرت سے مل جاتے ہیں۔ مطالعہ رامائن کے تہذیبی تناظر میں یہ پتا چلتا ہے کہ رامائن عہد اور ویدک عہد میں، شادی بیاہ کے موقع پر رقص اور موسیقی کا رواج عام تھا۔ مہارشی والمیکی نے اپنے عہد کی اس تہذیبی روایت کو خوب صورتی سے رامائن کے بال کانڈ کے باب "وواہ" میں پیش کیا جو آج بھی اسی طرح موجود ہے، والمیکی لکھتے ہیں:

> تمام عورتیں کوئل جیسے میٹھے اور وینا کو بھی شرمندہ کرنے والے آواز میں منگل گان کرنے لگیں۔ مردنگ، دُونبھی اور طرح طرح کی وادھ سیتروں کا سمدھر سُور چاروں طرف گونج کر اس خوش و خرم واقعہ کی خبر دینے لگا۔(۱۹)

رامائن کا مطالعہ نو تاریخیت کے تناظر میں کریں تو اس ادب کا مطالعہ اس کے تاریخی اور سماجی پس منظر کو رکھ کر کرنا چاہیے۔ رامائن میں شاعر نے قدیم ہندوستانی سماج کی تاریخ کو کتھا، کہانی اور ساطیر کے مرکب سے ایسا شاہکار بنا دیا کہ زندگی کے ہر گوشے کے متعلق تاریخی و سماجی حقائق ملتے ہیں۔ 'رامائن میں' قدیم ہندوستان میں دہیز کی روایت کو بھی موضوع بنایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے قدیم ہندوستان میں دہیز دینے کی رسم زمانہ قدیم میں موجود تھی۔ شاعر نے رزمیہ کی پہلی کتاب بال کانڈ کے باب 'وواہ' میں اس قدیم رسم کو پیش کیا ہے۔ مہارشی لکھتے ہیں:

> مہاراج جنک نے دہیز کے روپ میں بے شمار داس، داسیاں، ہاتھی، گھوڑے، گوئیں، رتن جڑت آبھوش، وستر، برتن، آدی نانا پرکار کی چیزیں دے کر ایودھیا پتی دسرتھ کو ودا کیا۔(۲۰)

محولہ بالا حوالہ سے ایک جہت یہ بھی سامنے آتی ہے کہ دنیا کی دیگر تہذیبوں کی طرح ہندوستان میں بھی غلام، لونڈیاں رکھنے کا رواج تھا اور اِن کے مالک کا اُن پر پورا اختیار تھا جس کو چاہیں دے دیں۔ سیتا کے والد مہاراج جنک نے اپنی بیٹی کو شادی میں دہیز کے طور پر لاتعداد غلام، لونڈیاں، ہاتھی، گھوڑے قیمتی پتھروں اور جوہرات سے مزین لباس، لاتعداد گائیں، کپڑے، برتن اور بہت سی مختلف اقسام کی چیزیں دے کر وداع کیا۔ رامائن کے ایودھیا کانڈ میں مہارشی بالمیکی نے ہندوستانی تہذیب میں لڑکے کی پیدائش اس کی ضرورت اور اہمیت کو واضح کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ہندوستانی تاریخ و تہذیب میں لڑکی کی نسبت لڑکے کو زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔ بالمیک رشی رامائن کے 'ایودھیا کانڈ' کے پہلے باب میں لکھتے ہیں:

> پرانی ماتر میں دو تین آکانکشائیں بہت اُتکٹ رُوپ میں ودھ مان رہتی ہیں۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ایک تو یہ کہ اُس کو سنتان اور وشیشٹ (خاص طور پر) پتر کی پراپتی ہو۔[۲۱]

بیٹے کی پیدائش کو ہندوستانی سماج میں اہمیت دی گئی ہے کیوں کہ اس سے خاندان کا سلسلہ چلتا ہے، خاندان میں وارث کی حیثیت حاصل کرتا ہے۔ مذہبی نقطہ نظر سے بیٹا اجداد کا پنڈ دان و شرادھ کرکے اُنھیں آواگون سے نجات دلاتا ہے، اُن کا کریا کرم کرتا ہے۔ اس لیے ہندوستانی سماج میں بیٹی کی نسبت بیٹے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ 'رامائن' کے سماجیاتی فکری مطالعہ سے ایک یہ جہت واضح ہوتی ہے کہ رامائن عہد تک ستی کی رسم رواج پذیر نہ تھی۔ رامائن میں ایسے قابلِ ذکر واقعات کثرت سے ہیں اگر یہ رسم اس دور میں مروج ہوتی تو لازمی طور پر انجام دی جاتی لیکن رامائن میں کوئی بھی خاتون ستی نہیں ہوئی۔ اوّل الذکر مہاراج دشرتھ کی وفات کے موقع پر مہاراج دشرتھ کی تینوں رانیاں ستی نہ ہوئیں جبکہ وہ اُنھوں نے راجا کی آخری رسومات میں شرکت کی، دوسرا قابلِ ذکر واقعہ رامائن کی چوتھی کتاب "کشکندھا کانڈ" کے باب 'بالی کا ودھ' میں بالی کی بیوی اس کی آخری رسومات میں شرکت کرتی ہے لیکن وہ بھی ستی نہیں ہوتی، 'رامائن' کا تیسرا قابلِ ذکر واقعہ راون کی بیوی مندودری کا ہے۔ ستی ہونے کا واقع ہندوستان میں آریاؤں کی آمد سے قبل شیومت میں موجود تھا جب شیو کی جدائی اور عشق میں پاروتی نے اپنے آپ کو نذرِ آتش کیا، لیکن یہ مذہبی نقطہ نظر سے رائج نہ تھا۔ عام طور پر اس تہذیبی مغالطے کو ہندومت میں شوہر کی وفات کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔

دوسرا تہذیبی مغالطہ یہ کہ ہندومت میں بیوہ عورت کی دوسری شادی نہیں کی جاتی ایسا ہونا ایک غلط رائج تصور ہے۔ 'رامائن' کی چوتھی کتاب 'کشکندھ کانڈ' کے باب 'بالی ودھ' میں بالی کی وفات کے بعد اُسکی بیوی تارا بالی کے بھائی سُگریوں سے شادی کر لیتی ہے۔ 'رامائن' کی چھٹی کتاب 'لنکا کانڈ' میں راون کی وفات کے بعد راون کی بیویاں وبھیشن سے شادی کر لیتی ہیں۔ بالی کی ایک سے زیادہ رانیاں تھی، راون کی ایک سے زیادہ بیویاں تھی۔ بیشتر رشی مُنیوں کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ 'رامائن' کی کتھا سے دراصل والمیکی نے راجا دشرتھ کے کردار میں کثرت ازدواج کے نقصانات کو بیان کیا ہے۔ 'رامائن' میں مہارشی والمیک نے رام کی طرف سے ایک سے زیادہ شادی نہ کرنے کی قسم لے کر مستقبل کے لیے راہنمائی کی ہے۔

'رامائن' میں بالمیکی کے تخلیقی تخیل نے تاریخ کے متوازی چل کر 'رامائن' کی کتھا میں قدیم ہندوستان کے مذہب، سیاست، تہذیب، قبائلی سماجی رسم و رواج روایات کو ایک دوسرے میں اس طرح مدغم کر دیا ہے کہ ان اجزا کو الگ الگ نہیں رکھا جا سکتا۔ 'رامائن' میں والمیکی نے مروج اخلاقی اقدار اور قانون کو پیش کیا۔ 'رامائن' کی چوتھی کتاب 'کشکندھا کانڈ' کی کتھا میں بالی اور سُگریو کی کہانی شامل ہے۔ بالی اپنے چھوٹے بھائی سُگریو کی بیوی پر قبضہ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کر کے اُسے جلاوطن کر دیتا ہے۔ رام بالی کو قتل کی صورت میں بھاری سزا دیتے ہیں۔ 'رامائن' مین راون بھی سیتا کا اغوا کرتا ہے اور اُسے موت کی سزا دی جاتی ہے۔ قدیم ہندوستان میں نامحرم عورت کو اغوا کرنا، شادی شدہ عورت کا اغوا کرنا، اُس سے ناجائز مراسم قائم کرنا یہ سب سے سنگین غلطی قرار دیے جاتے تھے اور ایسا کرنے والے کے لیے کسی قسم کی رعایت نہ تھی چھوٹے بھائی کی بیوی کو بیٹی کا رتبہ حاصل تھا، شاگرد کو بیٹے کا رتبہ حاصل تھا اگر کوئی چھوٹے بھائی، بیٹے یا شاگرد کی بیوی سے اختلاط کرتا تو وہ واجب القتل قرار دیا جاتا تھا۔ اس لیے رام نے بالی کو اپنے چھوٹے بھائی سُگریو کی بیوی کو اغوا کرنے، اس سے صحبت کرنے پر قتل کیا۔ 'رامائن' کی اس کتھا میں بالمیک رشی "بالی ودھ" باب میں رام کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> دھرم شاستر کے مطابق چھوٹا بھائی، بیٹا اور چیلا (شاگرد) تنوں بیٹے کے برابر ہوتے ہیں۔ تم نے اس دھرم کے راستے کو چھوڑ کر اپنے چھوٹے بھائی کی بیوی کا اغوا کیا جو دھرم کے مطابق تمھارے بیٹے کی بیوی ہوئی۔ یہ ایک بدترین گناہ ہے، تمھیں اس گناہ عظیم کی سزا ملی... اپنی بہن اور بہو کے ساتھ بھوگ کرنے والا مارڈالنے کے قابل ہے۔(۲۲)

بالمیک 'رامائن' کی چوتھی کتاب "کشکندھا کانڈ" میں بالمیک رشی نے ہندوستانی سماج کے اصول وقوانین و معاشرتی اقدار کو پیش کیا ہے۔ وہ اقدار جن کی بنیاد دھرم کے اصول وقوانین کھڑے ہیں۔ چوتی کتاب کے "شردرتو اور لکشمن سگریوسن واد" باب میں ایک جگہ مہارشی بالمیکی نے لکشمن کے ذریعے اصول وقوانین کچھ اسی طرح پیش کیے:

> جو کسی آدمی کو مدد کرنے کا وعدہ کر کے بھی اُس کی مدد نہیں کرنا اُسے خودکشی جیسا پاپ لگتا ہے۔ شاستروں میں گاے مارنے والا، چور اور اپنے عہد کو توڑنے والے کے لیے توبہ کرنے کا راستہ ہے۔ لیکن احسان کو بھول جانے کے گناہ کا کوئی کفارہ نہیں بتایا گیا اُسے تو آخری دم تک دوزخ کی تکالیف اُٹھانی پڑتی ہیں۔(۲۳)

والمیک رشی نے رامائن میں کوشلیا کے کردار میں ممتا کی قربانی، کیکئی کے روپ میں اولاد کے محفوظ مستقبل کے لیے جدوجہد کرنا، سیتا کے روپ میں پتی ورتا دھرم نبھانا، سُرپنکھا کے روپ میں اپنی عزت نفس کا بدلہ لینا اور اہلیا ناری کے روپ میں اپنی خواہشات کی تکمیل اور آسودگی کے لیے بھاری قیمت ادا کرنا، کےعورت کے مختلف روپ پیش کیے ہیں۔ والمیکی نے 'رامائن' میں کیکئی کے کردار کو ایک ایسی عورت کا روپ پیش کیا ہے جو کثرت ازدواج میں ہونے کے سب اپنے بیٹے بھرت کا مستقبل محفوظ بنانا چاہتی ہے۔ اگر سماجی نقطہ نظر سے کیکئی کے کردار

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کا جائزہ لیں تو وہ رامائن کا منفی کردار نہیں بلکہ راجا دشرتھ کے مقابلے میں زیادہ صاحبِ بصیرت کردار ہے۔ اُس نے اپنے خاوند راجا دسرتھ کی جنگ میں جان بچائی اور اس حوالے سے اس نے اپنا پتی ورتا دھرم نبھایا۔ اگر کیکئی کے کردار میں کہیں خود غرضی اور لالچ شامل ہوتا تو وہ کسی درباری سازش کے ذریعے یا کسی بھی قسم کی قتل و غارت کر کے اپنے بیٹے کے لیے تخت و تاج حاصل کر سکتی تھی، لیکن اُس نے راجا دشرت سے قول لے کر ایسا کیا اور راجا دشرتھ نے اپنا قول نبھایا۔ ’رامائن‘ کی کتھا میں المیہ اور تمام سماجی مسائل کا ذمے دار راجا دشرتھ تھا۔ راجا دشرتھ کو بصیرت و تدبر کا مظاہر کرنا چاہیے تھا، سلطنت اور وراثت کو اپنے چاروں شہزادوں میں برابر تقسیم کر دیتا اس طرح وہ المیے سے بچ سکتا تھا، رام راجا بنتے تو انھوں نے سلطنت کو تقسیم کر کے مستقبل کے مسائل سے نسلِ نو کو بچا لیا۔ رامائن میں کیکئی کا کردار محبت، بھروسا اور دور اندیش خاتون کا کردار ہے۔ رامائن میں بالمیکی نے اس کردار کے بہت سے پہلو پیش کیے۔ بالمیک رامائن کے ”ایودھیا کانڈ“ کے باب ”بھیل راج گرہ“ میں کیکئی کے متعلق لکھنے پر مجبور ہوئے:

ناری! تو پرماتما کی عجیب پیداوار ہے، تیرا راز سچ احمقانہ اور آتشی ہے۔(۲۴)

’رامائن‘ میں بالمیک رشی نے سروپ نکھا، اہلیا ناری کے کرداروں کے ذریعہ عورت کی نفسیات کی خوب صورت تصویر کشی کی ہے۔ سورپ نکھا کے کردار میں مہارشی بالمیکی نے عورت کی عزتِ نفس اور اس فطرت میں موجود انتقام کی شدت کو بیان ہے۔ عورت ہر چیز برداشت کرتی ہے لیکن اپنی عزتِ نفس پر آئے حرف کا بدلہ ہر صورت لیتی ہے۔ جب لکشمن نے شورپ نکھا کے ناک کان کاٹ ڈالے تو اُس نے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے اپنے بھائیوں کو جھوٹ بول کر سیتا کا اغوا کرنے پر اکسایا اور بدلے میں اپنی انا کی خاطر سورپ نکھا نے اپنا سارا خاندان قربان کر ڈالا، انا و بے عزتی بہت بڑی جنگ میں تبدیل ہو گئے۔

اہلیا ناری کے کردار میں بالمیک رشی نے عورت کے جنسی جذبات کی بھرپور عکاسی کی ہے۔ اس کردار کی تیاری میں مہارشی بالمیک نے ایک ماہر نفسیات کا فریضہ انجام دیا، خوب صورت عورت اعلیٰ مرتبت انسان کی صحبت میں رہنا گناہ تصور نہیں کرتی۔ اہلیا ناری کی کتھا رامائن کے بال کانڈ میں موجود ہے۔ اہلیا ناری حُسن و جمال میں کمال تھی بڑے بڑے دیواس کے حسن و جمال سے پُرکیف آسودہ لمحات کے متمنی رہتے تھے۔ دیواس کی صحبت و محبت میں وقت گزارنا باعثِ فخر سمجھتے یہی حالت اہلیا ناری کی تھی، ایک روز اس کے خاوند کی عدم موجودگی میں اندر دیوتا اس کے خاوند کا بھیس بدل کر اہلیا کے پاس آیا گو کہ اہلیا ناری اسے پہچان گئی لیکن اس نے اندر کے ساتھ لمحاتِ وصل کو اپنے لیے باعثِ افتخار سمجھا اور خوشی سے سپردگی دے دی۔ مہارشی بالمیک نے اہلیا ناری کی نفسیاتی کیفیت کو اِن الفاظ میں بیان کیا:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ایک دن جب گوتم آشرم کے باہر گئے ہوئے تھے تو اُن کی غیر موجودگی میں اندر نے گوتم کے ویش (روپ) میں آ کر اہلیہ سے پرانیہ یا چنا کی اہلیا نے اندر کو پہچان لیا تھا، تو بھی یہ سوچ کر کہ میں اتنی سُندر ہوں کہ دیوراج اندر سُویم مجھ سے پرانیہ یا چنا کر رہے ہیں، اپنی سویکرتی (رضا مندی) دے دی۔[۲۵]

مذکور 'رامائن' کے حوالہ میں بالمیک رشی نے عورت کی نفسیات و جذبات کی عمدہ عکاسی کی ہے، خوب صورت ملن یا خوش گوار آسودگی لمحات، اعلیٰ مرتبت انسان کو اپنا شریک بنانا ہر عورت کا فطری میلان ہے۔ کچھ اس کا برملا اظہار کرتے ہیں اور کچھ اِس دبا رکھتے ہیں اور کہیں اس کی بھاری قیمت مٹی کا ڈھیر بن کر چکنا پڑتی تو کہیں رسوائی مقدر بنتی ہے۔ گوتم رشی کو اہلیا ناری اور اندر دیو کے وصل کا علم ہوا تو انھوں نے اہلیہ ناری کو ہزاروں سال مٹی کا ڈھیر بن جانے کی بدعا دی۔ رامائن کے سماجیاتی مطالعہ سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہی:

۱۔ رامائن عہد تک کثرت ازدواج کا رواج تھا۔

۲۔ رامائن نے معاشرے میں ایک شادی کے رواج کی طرح ڈالی۔

۳۔ رامائن ویدک ریتی رواج کی توسیع ہے۔

۴۔ رامائن میں کیکئی کا کردار اولاد کے محفوظ مستقبل کا تصور پیش کرتا، جبکہ کچھ بصیرت سے محروم دشرتھ کو ''رامائن'' کے المیہ کا ذمے دار اٹھراتے ہیں۔

۵۔ رامائن عہد میں ویدک اصول وقوانین رائج تھے۔

۶۔ رامائن عہد میں ستی کا رواج نہ تھا، اگر ہوتا تو راجا دسرتھ کی تینوں رانیاں، بالی کی بیوی، راون کے بیٹوں کی بیویاں، راون کی رانیاں ستی ہوتیں۔

۷۔ رامائن عہد میں عورت کی دوسر شادی کا رواج تھا، جیسا کہ بالی کی وفات کے بعد اس کی بیوی نے سگریو سے شادی کی راون کی بیوی نے وبھیشن سے، سروپ نکھا شادی شدہ ہوتے ہوئے بھی رام سے شادی کے لیے آمادہ تھی۔

۸۔ رامائن عورت مرکز سے مرد مرکز نظام کی طرف سفر ہے۔

۹۔ رامائن آریاؤں کا مقامی آبادی سے مفاہمت کرنا اور اپنا تسلط قائم کر کے اپنے نو آبادیاتی فکر کو توسیع دینا ہے۔

۱۰۔ آریاؤں نے ہندوستان کی مقامی آبادی اور قبیلوں میں شادیاں کیں۔

۱۱۔ رامائن عہد طبقاتی تقسیم کے خلاف تھا، اس عہد میں بھیل راج گہ نشاد اور سبری بھیلنی کو بھی احترام کا عملی درجہ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

حاصل تھا۔

۱۲۔ رامائن میں طبقاتی تقسیم اس کے اُتر کانڈ میں ہونے والے براہمن واد کے الحاقی مواد کی بدولت ہوئی۔

۱۳۔ قدیم عہد میں اولاد کے حصول کے پتریشٹھ یگیہ، اشومیدھ (کالے گھوڑے کی قربانی) یگیہ کیا جاتا تھا۔

۱۴۔ شادی بیاہ اور زندگی کی دیگر رسومات میں ویدک منتر اور طریقہ کار رائج تھا۔

۱۵۔ اجداد کی نجات کے لیے شرادھ کی رسم ادا کی جاتی تھی، جو اب بھی رائج ہے۔

۱۶۔ رامائن عہد سے قبل والدین یا بزرگوں کو بڑا بیٹا داغ دیا کرتا تھا،لیکن والمیک نے اس اصول کو بدل دیا رام کی جگہ ان کے چھوٹے بھائی بھرت نے اپنے والد کو داغ دیا، جبکہ رام نے بنواس کے قیام کے دوران بہت سے رشی منیوں کو داغ دیا، جٹایو کا اور سبری کا انتم سنسکار کر کے نئی روایت قائم کی۔

’رامائن‘ کے فکری، تہذیبی، نفسیاتی، اساطیری مذہبی حوالے سے جو جہات، تعبیریں اور اُن کے پہلو پیش کیے گئے ہیں، اِن سب کے ذریعے مہارشی والمیکی نے مجموعی طور پر اپنے اس فن پارے سے قدیم ہندوستان کی سماجی، مذہبی اور تہذیبی اقدار کے ساتھ ساتھ تاریخ کا ایسا خوب صورت سنگم پیش کیا ہے کہ اِن کو ایک دوسرے سے الگ کرنا ناممکن ہے۔ مجموعی طور پر مہارشی والمیکی کا تخلیقی شہکار ’رامائن‘ پورے ہندوستان کا قاموس ہے۔ سائنس، مذہب، بھگتی، رشتوں کی محبت، اقدار وروایات اور روحانیات اسے اعلیٰ مرتبے کا فن پارہ بنانے میں معاون ہیں۔

حواشی

۱۔ رشید ملک، ’’انڈالوجی‘‘، (لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۰۲ء)، ص۹

۲۔ ڈاکٹر قاضی عابد (مرتب)، ’’اساطیر کتھا، کہانی اور مابعد جدید تناظر‘‘، (ملتان: بیکن بکس، ۲۰۱۶ء)، ص ۱۲

۳۔ شکیل الرحمٰن، ’’ہندوستان کا نظام جمال‘‘، جلد دوم، (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۱ء)، ص ۲۲۸

۴۔ پروفیسر قمر رئیس (مرتب)، ’’ہندوستانی اساطیر اور فکر و فلسفہ کا اثر اردو زبان و ادب پر‘‘، (دہلی: اردو اکادمی، ۲۰۱۸ء)، ص ۱۵۱

۵۔ بالمیک رشی، ’’بالمیکی رامائن‘‘، مترجم مکھن لال ٹھسو، (جموں: نشر از خود، ۲۰۱۸ء)، ص ۲، ۱۷، ۱۷۳

۶۔ ایضاً، ص ۹۴

۷۔ ایضاً، ص ۹۶

۸۔ ایضاً، ص ۹۷

۹۔ ایضاً، ص ۹۹

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ ایضاً

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

۱۲۔ ایضاً،ص ۱۰۰

۱۳۔ ایضاً،ص ۱۰۱

۱۴۔ ایضاً،ص ۱۱۲

۱۵۔ ایضاً،ص ۱۱۴

۱۶۔ ایضاً،ص ۱۵۲

۱۷۔ ایضاً،ص ۲۱۲

۱۸۔ مفصل مطالعہ کے لیے ’رامائن‘ کی پہلی کتاب ’بال کانڈ‘ کے باب ’ایودھیا میں تیاریاں‘ اور باب ”وواہ“ دیکھیں۔

۱۹۔ بالمیک رشی، ’’بالمیکی رامائن‘‘، مترجم: مکھن لال ٹھسو،ص ۶۴

۲۰۔ ایضاً، مترجم دین دیال دنیش، (دہلی: دیہاتی پستک بھنڈار، س ن)، ص ۹۳

۲۱۔ ایضاً،ص ۱۰۵

۲۲۔ ایضاً، مترجم مکھن لال ٹھسو، (جموں: نشر از خود، ۲۰۱۸ء)، ص ۲۱۱

۲۳۔ ایضاً،ص ۲۲۰

۲۴۔ ایضاص ۱۲۸

۲۵۔ ایضاً، مترجم دین دیال دنیش، ص ۶۰

مآخذ

۱۔ بالمیک رشی، ’’بالمیکی رامائن‘‘، مترجم دین دیال دنیش، دہلی: دیہاتی پستک بھنڈار، سن ندارد

۲۔ ______، مترجم مکھن لال ٹھسو، ہندوستان: ذاتی اشاعت، ۲۰۱۸ء

۳۔ رشید ملک، ’’انڈالوجی‘‘، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۰۲ء

۴۔ رئیس، قمر، پروفیسر (مرتب)، ’’ہندوستانی اساطیر اور فکر و فلسفہ کا اثر اردو زبان و ادب پر‘‘، دہلی: اردو اکادمی، ۲۰۱۸ء

۵۔ شکیل الرحمٰن، ’’ہندوستان کا نظامِ جمال‘‘، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، جلد دوم، ۲۰۰۱ء،

۶۔ عابد، قاضی، ڈاکٹر (مرتب)، ’’اساطیر کتھا کہانی اور مابعد جدید تناظر‘‘، ملتان: بیکن بکس، ۲۰۱۶ء